مطبوعات

"عفت" اشاعت خاص | زیرِ ادارت: عبدالوحید خاں۔ شائع کردہ ادارہ خواتین۔ اچھرہ۔ لاہور
سالانہ چندہ: پانچ روپے صرف فی پرچہ آٹھ آنے۔

عورت کو جو اہم مقام کسی معاشرہ میں حاصل ہے وہ کسی دیدہ ور سے پوشیدہ نہیں خصوصاً کسی تہذیب و تمدن کی تعمیر و تخریب میں اس کا بڑا عمل دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی جب کسی تہذیب نے کسی قوم کو متاثر کرنے کے لیے کوشش کی تو اس نے سب سے پہلے گھر کی چار دیواری میں گھسنے کا منصوبہ تیار کیا۔ کسی غالب قوم کا مغلوب قوم کے نظامِ سیاست اور نظامِ معیشت کو تبدیل کر دینا نتائج کے اعتبار سے اتنا دُور رس نہیں ہوتا جتنا کہ عائلی نظام کا تغیر۔ ایک مضبوط خاندانی نظام وہ زبردست بند ہے جو تہذیب کے بڑے بڑے سیلابوں کو روک سکتا ہے۔ ایک تہذیب دوسری تہذیب کو اس وقت تک فتح نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اس بند کو توڑ کر اپنی لپیٹ میں نہ لے لے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی جس قوم نے اپنے تہذیبی سرمایہ کو بچانا چاہا اُس نے عورت اور خاندان کو بیرونی اثرات سے محفوظ کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ اس کے برعکس باہر سے آنے والی ہر اُس قوم نے جس نے سیاسی استیلاء کے ساتھ مغلوب قوم کی تہذیب کو بھی تباہ و برباد کرنے کا عزم کیا، اسے سب سے زیادہ فکر اس بات کی ہوئی کہ کسی نہ کسی طرح اس قوم کی خواتین میں نفوذ کیا جائے کیونکہ ان کے افکار و تخیلات اور سیرت و کردار کو بدل دینے سے، پھر پوری تہذیب بدل جائے گی۔

وہ لوگ جن کی پاکستان کے حالات و واقعات پر ایک گہری نظر ہے وہ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں کہ اس ملک میں تہذیبِ اسلامی کو مٹانے کے لیے عورت کے ساتھ کیا شرمناک کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ یہاں کا بااختیار طبقہ جو یہاں یورپی تہذیب لانے کا آرزومند

ہے وہ اس حقیقت کو پوری طرح جانتا ہے کہ اس ملک میں ڈیڑھ سو سال کی غلامی کے بعد بھی اگر اسلامی تہذیب و تمدن کی کچھ اقدار باقی رہ گئی ہیں تو ان میں بڑا دخل یہاں کے خاندانی نظام کا رہا ہے۔ ماضی سے سبق لیتے ہوئے اب ان لوگوں نے اپنے پروگرام کو زیادہ مؤثر اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے اس بات کا پورا پورا التزام کیا ہے کہ کسی طرح اس "چراغ خانہ" کو "شمع انجمن" بنا دیا جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اب ساری توجہ اس بیچاری صنف نازک پر صرف کی جا رہی ہے اور اسے تہذیب و شائستگی سے بہرہ ور کرنے کے لیے یہاں کے حکمران سخت مضطرب ہیں۔ اس کوشش کے نتائج بھی اب ہمارے سامنے کھل کر آ رہے ہیں۔ معاشرہ کے اندر بے حیائی، فحاشی جس سرعت سے بڑھ رہی ہے وہ ایک نہایت ہی خطرناک طوفان کا پتہ دیتی ہے۔

ان حالات میں جو لوگ کہ اسلامی تہذیب و تمدن کو بچانے کے آرزومند ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ ہر قیمت پر خاندانی نظام کو محفوظ رکھیں اور حوا کی بیٹی کی سب سے زیادہ حفاظت اور پاسبانی کریں۔ اسی مقصد کے پیش نظر یہ رسالہ جاری کیا گیا ہے۔ اس میں نہایت ہی سلجھے ہوئے انداز میں مسلم خواتین کو اسلامی اقدار سے روشناس کرایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ تہذیب مغرب کے مہلک اثرات سے انہیں خبردار کرنے کی بھی پوری کوشش کی جاتی ہے۔

زیر نظر شمارہ جو اس پرچہ کا سالنامہ ہے ایک سو بیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں چھ مضامین، گیارہ افسانے اور تیرہ نظمیں ہیں۔ مضامین میں ابن فرید کا نفسیاتی مطالعہ بات بھی زینت ہے، اور عطیہ خلیل عرب کے مضامین کافی دلچسپ اور معلوماتی ہیں۔ افسانوں میں ادھورا نقش، دسائرن، اور نیم بچی اچھے افسانے ہیں۔ جملہ نظم میں کوثر اعظمی کی نظم "شمع محفل یا کہ خاتون حرم" موقع و محل کی مناسبت سے تبصرہ نگار کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس شمارہ کا مجموعی معیار نہایت اچھا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں تین چیزوں کی کمی محسوس ہوئی ہے ایک یہ کہ اس میں قرآن و حدیث کے نقطہ نظر سے کسی معیاری مسلم خاتون کا نقشہ نہیں ملتا۔ مضامین، افسانے اور نظمیں یقیناً اپنے اندر بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں لیکن اس ضمن میں سب سے زیادہ

ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ ہم یہ بھی جانیں کہ کسی معاملے میں خدا اور اس کے رسول کی ہدایت کیا ہے۔ دوسری چیز جو اس پرچہ کا معیار بلند کرنے کے لیے کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں چند صفحات فقہ اسلامی کے لیے مختص کر دیئے جائیں تاکہ ہماری مائیں بہنیں اور بیٹیاں اسلام کی معاشرتی زندگی سے پوری طرح متعارف ہوں۔ یہ چیز اشد ضروری ہے۔ تیسرے ادارہ کا فرض ہے کہ وہ خواتین کو اچھے لٹریچر سے بھی آشنا کرے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں اچھی کتابوں کی تلخیص اور تبصرہ دیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہماری تہذیب نے جن بہترین نمونوں کو پیش کیا ہے اُن کے حالات و واقعات کا بیان بھی ہمارے لیے بہت زیادہ مفید ہے۔ اس کا اہتمام بھی بے حد ضروری ہے۔ رسالہ کی کتابت اور طباعت کا معیار عمدہ ہے۔

المطالعۃ العصریۃ فی تعلیم اللغۃ العربیہ حصہ اول و دوم | مؤلف: ابوبکر یحيي الشبلی۔ شائع کردہ: سندھ اکیڈمی سکھر۔ قیمت ہر حصہ: ایک روپیہ۔

فاضل مؤلف نے غالباً یہ دونوں حصے ہائی سکولوں کی چھٹی اور ساتویں جماعت کے طلبہ کو عربی سکھانے کے لیے لکھے ہیں اور ان کی ترتیب ریڈر کے طرز پر کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ فاضل مؤلف نے یہ کتاب ملک کی ایک بڑی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے لکھی ہے، کیونکہ اس وقت تک ہمارے ملک میں ہائی سکولوں کے طلبہ کے لیے کوئی معیاری عربی ریڈر نہیں ہے اور زیادہ تر لوگ مصر کی چھپی ہوئی القراءۃ الرشیدہ اور مبادی القراءۃ الرشیدہ سے کام چلاتے ہیں، جو ہمارے غیر عربی ماحول میں بہر حال وہ کام نہیں دے سکتی جو مصر یا دوسرے عرب ممالک میں دے سکتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہم یہ کہنے پر بھی مجبور ہیں کہ اس ضرورت کو پورا کرنے میں مؤلف کو کامیابی نصیب نہیں ہو سکی۔ پہلے حصہ کے اسباق انہوں نے زیادہ تر خود لکھے ہیں، جن میں جگہ جگہ زبان کی غلطیاں نظر آتی ہیں اور اسلوب صاف غیر عربی نظر آ رہا ہے۔ مثلاً صرف صفحہ ۴ پر ہمیں نو غلطیاں نظر آئیں۔ جیسے وہ لکھتے ہیں "ابی و امی شفیقتان جداً"۔ یہاں شفیقتان کا استعمال غلط ہے۔ شفیقان ہونا چاہیے۔ پھر کہتے ہیں "اُمِّیْ تُحَافظنی" اس کو "اُمِّیْ تُحَافِظُ عَلَیَّ" ہونا چاہیے۔ پھر

لکھتے ہیں دُتَلَبِّسُنِی یہاں انہوں نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ "میری ماں مجھے کپڑے پہناتی ہے" حالانکہ کپڑے پہنانے کے لیئے تلبیس کا استعمال بالکل غلط ہے۔

دوسرے حصّے کے اسباق مؤلف نے عربی کی مختلف کتابوں سے لیے ہیں، لیکن الفاظ کے ضبط کرنے میں جابجا غلطیاں یہاں بھی نظر آتی ہیں۔ ممکن ہے اس میں کاتب صاحب کی مہربانی کا بھی دخل ہو، لیکن کاپیوں کو پڑھتے وقت غلطیوں کی پورے اہتمام سے اصلاح کرنا بھی تو مؤلف کا فرض تھا، جبکہ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہ کتاب بچوں کے لیے سبقاً پڑھنے کے لیے لکھی جارہی ہے بعض سبقوں میں وہ عامی زبان بھی استعمال کی گئی ہے جسے عام طور پر عراق و شام میں ہوٹلوں کے ملازم اور دوسرے دکاندار استعمال کرتے ہیں۔ مؤلف کو اگر یہ زبان بچوں کو سکھانا ہی تھی، تو ہمارے خیال میں اس کے لیے یہ کتاب مناسب نہ تھی۔ اس کا فائدہ سوائے اس کے کہ بچوں کا ذوق خراب ہو، اور کچھ نہ نکل سکے گا

دراصل کسی بھی زبان میں بچوں کے لیے آسان لٹریچر لکھنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا بظاہر یہ نظر آتا ہے۔ اس کے لیئے اونچی استعداد اور اعلیٰ ذوق کی ضرورت ہے۔ (م۔ع ح)

ختمِ نبوت کامل | از مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔ ناشرین: دارالاشاعت مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی۔ ادارۂ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی، لاہور۔ صفحات ۴۰۸ قیمت -/۶

عقیدۂ ختمِ نبوت اسلامی تعلیمات کے اُن مسلّمات میں سے ہے جن پر ملّتِ اسلامیہ میں آج تک کبھی افتراق نہیں ہوا لیکن اسے ہمارے اس دَور کی بدقسمتی سمجھیے کہ چند طالع آزما مسرپھروں نے ان واضح اور بدیہی حقائق کو بھی جھٹلانے کی کوشش کی ہے۔ ان میں دو قسم کے لوگ شامل ہیں ایک وہ جنہوں نے جرأت سے کام لے کر ان کا انکار کیا ہے اور دوسرے وہ جنھوں نے اس معاملہ میں نہایت ہی گمراہ کن نظریات کی آڑ لے کر انہیں جھٹلایا ہے۔ یہ دوسرا گروہ پہلے سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔

ایک روشن حقیقت سے انکار کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک تھ

آدمی انتہائی درجہ کا ڈھیٹ اور کج بحث ہو اور دوسرے ایک سچائی کے اردگرد گمراہیوں کا ایک ایسا گھنا اور تاریک جنگل اگانے میں مہارت رکھتا ہو، جس میں اُس کے خیال کے مطابق وہ سچائی کو کچھ دیر کے لیے چھپا سکے۔ یہی پالیسی مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے متبعین نے اختیار کی ہے۔ انہوں نے اسلام کی ایک بدیہی حقیقت سے جب انکار کرنے کا عزم کیا تو اُن کے لیے اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ وہ گمراہ کن نظریات کا ایک ایسا زبردست طوفان اٹھائیں جن میں لوگوں کے فکری جہاز بے لنگر ہو کر ادھر ادھر بھٹکنے لگیں اور اس طرح وہ چند لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے جانے میں کامیاب ہو جائیں۔ اگر ایک طرف مرزا صاحب اور اُن کے رفقاءِ کار اس قسم کی ناپاک کوششوں میں مصروف تھے تو دوسری طرف علمائے حق بھی ان سے غافل نہ ہوئے۔ وہ برابر ان لوگوں کی چالاکیوں اور عیاریوں کا پردہ چاک کرتے رہے۔ زیرِ تبصرہ کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک نہایت ہی اہم کڑی ہے جس میں اس دجل و فریب کا نہایت کامیابی سے جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب چار حصص پر مشتمل ہے پہلے حصہ میں فاضل مصنف نے نہایت عمدگی سے اس چیز کو بیان کیا ہے کہ مرزا صاحب کس طرح عیاری اور ہوشیاری کے ساتھ آہستہ آہستہ نبوت کے دعویدار بنے۔ دوسرے حصے میں انھوں نے قرآنِ حکیم سے عقیدۂ ختمِ نبوت کے حق میں واضح دلائل اور شواہد پیش کیے ہیں اور اُن غلط فہمیوں کو بھی دور کیا ہے جن کو فتنہ پردازوں نے مخصوص مصلحتوں کے پیشِ نظر پھیلایا ہے۔ تیسرے حصّہ میں حدیث سے اور چوتھے میں صحابۂ کرام اور تابعین سے اس عقیدہ کی تائید کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں جناب مفتی صاحب نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ نبوت کی تقسیم تشریعی، غیر تشریعی یا ظلی و بروزی یا مجازی، سب من گھڑت باتیں ہیں جن کا قرآن و حدیث میں کوئی نشان نہیں ملتا۔ پوری کتاب بڑے علمی انداز میں لکھی گئی ہے اور مرزائیت کے خلاف جو لٹریچر اب تک لکھا گیا ہے اُس میں یہ قابلِ قدر اضافہ ہے۔ کتاب کا معیارِ کتابت اور طباعت گوارا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جوانی | از ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب ناشر دارالادب پاکستان

کراچی۔ قیمت ۴ آنے۔ صفحات ۳۲۔

یہ مختصر رسالہ فاضل مصنف نے حضور سرورِ کائنات کی سیرتِ پاک کے ایک حصہ پر رقم فرمایا ہے اور اس کے پیچھے علاوہ دوسرے نیک مقاصد کے ایک اہم مقصد یہ کام کر رہا ہے کہ نوجوان کی اصلاح کی جا سکے۔ اس دورِ فتن میں جب کہ مسلمانوں، خصوصاً اُن کے نوجوانوں کے اخلاق کو تباہ کرنے کی اسکیمیں بنائی جا رہی ہیں۔ اس قسم کی ہر کوشش قابلِ صد ستائش ہے۔ اس قیمتی مقالہ میں فاضل مصنف نے اپنے مخصوص عام فہم اور دلنشیں انداز میں حضور سرورِ دوعالم کے ایامِ شباب کے واقعات کو قلمبند کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی بتایا ہے کہ عہدِ نبوی میں نوجوانوں پر کیسی کیسی ذمہ داریاں عائد کی جاتی تھیں۔ ہم اس مقالہ کے مطالعہ کی تمام مسلمانوں خصوصاً نوجوانوں سے پُرزور سفارش کرتے ہیں۔

حج کیا ہے؟ | از مولانا سید حامد علی صاحب۔ ناشر: مکتبہ جماعت اسلامی (ہند) رام پور (یو۔پی) قیمت ۸ آنے۔ صفحات ۹۶۔

یوں تو مسلمان کی زندگی کا کوئی گوشہ بھی ایسا باقی نہیں رہا جس میں صحیح اسلامی روح جلوہ گر ہو لیکن یہ روح جس طرح سے حج ایسی عظیم الشان عبادت سے رخصت ہوئی ہے وہ نہایت افسوسناک ہے۔ حج کرنے والے عموماً حج کی حقیقت سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ وہ حج کو بے روح مراسم کی طرح ادا کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے۔ اس سے نہ تو اُن کی اپنی زندگی کے اندر کوئی تغیر رونما ہوتا ہے اور نہ ہی امتِ مسلمہ کی حالت بہتر ہوتی ہے اس لیے ایک عرصہ سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ چند اہلِ علم اس طرف متوجہ ہوں۔ جن حضرات نے اس قسم کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے، اُن میں رسالہ "الفرقان" کا حج نمبر اور یہ کتاب نہایت قابلِ قدر ہیں۔ زیرِ تبصرہ کتاب حج کا سفر کرنے والوں کو خطاب کر کے لکھی گئی ہے۔ اس میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ حج کے مقاصد اور اس کی حقیقت اور روح کے تمام پہلوؤں کو وضاحت سے بیان کر دیا جائے۔ کتاب کے آخر میں حج کرنے کا طریقہ بھی

مختصر بیان کر دیا گیا ہے اور ضرورت کے مطابق کچھ مسنون اذکار بھی۔ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود بڑی جامع ہے۔ انداز بیان بڑا ہی دلچسپ ہے۔ طباعت و کتابت کا معیار عمدہ۔

بنگلہ تعلیم حصّہ اول | از رفیع احمد فدائی۔ ناشر مائنرس پبلیکیشنز، ڈھاکہ۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ صفحات ۸۰۔

مشرقی اور مغربی پاکستان کے لوگوں کے درمیان جو بُعد اور بیگانگی پائی جاتی ہے اُس کو دُور کرنے کے لیے علاوہ دوسرے ذرائع کے ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ دونوں بازوؤں کے لوگ ایک دوسرے کی زبان سمجھیں۔ مغربی پاکستان میں رہنے والے بنگالی زبان سے آشنا ہوں اور مشرقی پاکستان والے اُردو سیکھیں۔ زیرِ تبصرہ رسالہ اسی مقصد کے پیشِ نظر لکھا گیا ہے۔